مولائے صل وسلم دائماً ابداً　　درسِ حدیث　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اَقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اَقدسؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

حنین میں مسلمانوں کی پسپائی کی ظاہری اور باطنی وجہ۔خدائی نصرت کا خاص اثر بالآخر کفار کی پسپائی۔اپنے حصہ سے بخشش اور اُس کی حکمت صاف گوئی پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسرت۔حضراتِ انصار کی محبوبیت

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 45 سائیڈ A 1985 - 03 - 15)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضراتِ اَنصار سے محبت اِیمان اَور بغض نفاق کی علامت ہے :

آقائے نامدار ﷺ نے حضراتِ انصار کی بہت زیادہ تعریف فرمائی ہے ارشاد فرمایا کہ آیت الا یمان حُبُّ الانصارِ ایمان کی نشانی ہے انصار سے محبت و آیت النفاق بُغضُ الانصار [1] اورنفاق کی علامت انصار سے بغض ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ الانصار لا یحبُّھم الاَّ مؤمنٌ ولا یبغضھم الاَّ مُنافقٌ [2] ان سے مومن ہی محبت رکھے گا اور منافق ہی نفرت رکھے گا۔ایک واقعہ پیش آیا حُنین کے موقع پر اور غزوہ حُنین کا مطلب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے فتح ہوجانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے طائف کی طرف کوچ کیا۔اُس طرف (کفار کے) کچھ قبائل آباد تھے،تو وہاں جو دُشمن تھے وہ جمع تھے مسلح تھے مقابلہ کے لیے تیار تھے اور اتنی تیاری اُنھوں نے کی کہ وہ اپنے ساتھ اپنے جانور لے آئے اپنا قیمتی سامان لے آئے بیویوں کو بچوں کو لے آئے تاکہ بھاگنے کا اور پیچھے ہٹنے کا تصور ہی دماغ سے نکل جائے کوئی خیال ہی نہ کرے کہ پیچھے ہٹنا ہے۔ترتیب دی انھوں نے یہ کہ کمین گاہیں بنائیں اور اُن میں سپاہی بٹھا دیئے اپنے،جو تیرانداز تھے نشانہ اُن کا بہت اچھا تھا۔

---

[1] مشکوٰۃ ص۵۷۶ ج۲　　[2] ایضاً

حنین میں مسلمانوں کی شکست کی ظاہری وجہ :

مسلمانوں کے لشکر میں صحابہ کرام کے جو نوجوان تھے گرم جوش وہ آگے بڑھ گئے اور بلا احتیاط کے بڑھ گئے انھوں نے تیر مارے ان کو تکلیف پہنچی زخم آئے تو تتّر بتّر ہو گئے اِدھر اُدھر ہو گئے صف بندی نہیں رہی نظم وضبط نہیں رہا ایک دوسرے سے پوچھتے تھے۔ کیا ہوا یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور قرآن پاک میں بھی ہے **لقد نصرکم اللّٰہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین** حنین کے دن بھی اللہ ہی نے مدد کی۔

حنین میں مسلمانوں کی شکست کی باطنی وجہ :

اذ اعجبتکم کثرتکم جب تمھیں تمہاری کثرت اچھی لگنے لگی اور یہ خیال ہونے لگا کہ ہم بہت بڑی تعداد میں ہیں دس ہزار ہیں **فلم تغن عنکم شیأً** وہ کثرت تمہارے بالکل کام نہیں آئی اور حال یہ ہو گیا **ضاقت** بہت وسیع ہونے کے باوجود زمین تنگ ہو گئی تمہارے اُوپر **ثم انزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا** پھر اللہ نے سکینہ یعنی قلبی سکون اور اطمینان نازل فرما کر مدد فرمائی، اللہ نے غیبی لشکر بھیجے۔

غیبی مدد کا خاص اثر :

غیبی لشکروں کا فائدہ خاص ایک یہ ہے کہ دلوں پر سکون اور راحت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور دُشمن کے اُوپر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ فرشتے آ کر واقعی لڑیں۔ ایک فرشتہ ہی کافی ہے ساری دُنیا کے لیے۔ یہ مطلب تو ہے نہیں وہ پانچ ہزار سات ہزار فرشتے آئے اُن کے آنے کی وجہ سے یہ حال ہو گیا دِلوں کے اطمینان کا کہ جیسے کہ میدانِ جنگ میں ہی وہ نہیں ہیں بلکہ ایسا ہو گیا جیسے بستر میں ہیں بعض دفعہ ایسے بھی ہو گیا، کیونکہ وہ نیند آنی شروع ہو گئی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گر جاتی تھی تو یہ کیفیات بھی ہوئی ہیں بعض جگہ کچھ مقامات پر۔

فتح ونصرت کی علامت :

اور پھر بعد کے مجاہدین نے اسے فتح کی علامتوں میں شمار کیا ہے کہ اگر میدانِ جنگ میں نیند آئے تو وہ اسے اچھی علامت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے اچھی علامت ہے یعنی دِلوں پر سکون ہے تو نیند کی نوبت آتی ہے ورنہ تو بستر پر لیٹے ہوئے بھی نیند اُڑ جاتی ہے اگر سکون نہ ہو، چہ جائیکہ میدانِ جنگ میں لڑتے وقت سکون کی کیفیت ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشنگوئی سچ ثابت ہوئی :

اسی دوران رسول اللہ ﷺ کو یہ اطلاعات مل رہی تھیں کہ انھوں نے ایسی تیاریاں کی ہیں یہ کیا ہے وہ کیا ہے

تو آپ نے فرمایا کل ہم ادھر چل رہے ہیں اور تلك غنيمة المسلمين غداً انشاء الله ۔ یہ سب کے سب جتنی بھی چیزیں وہ لائے ہیں یہ سب مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوگا انشاء اللہ۔ غرض یہ کہ وہاں کامیاب ہوئے فتح یاب ہوئے پھر واپس تشریف لائے، وہاں پر پھر ایسے بھی ہوا ہے کہ کفار کے لشکر جب تتّر بتّر ہوئے تو کچھ کدھر چلے گئے کچھ کدھر چلے گئے اور جا کر جمع ہونے شروع ہوئے متفرق جگہوں پر۔ اُن کے پیچھے جناب رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے چھوٹے لشکر بھیجے کہ اُن کی سرکوبی کریں جا کر اُن میں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی ایک جانب گئے تھے ان کا اسم گرامی بھی آتا ہے، کسی اور طرف اور حضرات کو بھیجا ہے اُن کے نام بھی آتے ہیں۔ وہ (کفار کی) گویا چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں تھیں جو منظّم ہونا چاہتی تھیں اور جمع ہو رہے تھے تو اُن کے پیچھے پیچھے آپ نے یہ بھیج دیے لڑائیاں ہوئی ہیں نوبت آئی ہے لڑائی کی شہید ہوئے ہیں اُن میں۔ ہاں تو لڑائی کے ابتداء میں جب مسلمانوں کو پسپائی ہوئی اور مسلمان تتّر بتّر ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ نے آواز دی انصار کہاں ہیں مہاجرین کہاں ہیں بس آواز دی ایک، تو سب جمع ہو گئے ایک دم، پھر مقابلہ ہوا۔

بالآخر کفار کو زبردست شکست ہوئی :

اور وہ کفار بھاگے بھاگنا پڑا جب اپنی جان پر سچ مچ پڑ جاتی ہے تو پھر سب کچھ بھول جاتا ہے بیوی بھی بھول جائے گی بچے بھی بھول جائیں گے اپنی جان ایسی عجیب چیز ہے تو اُس وقت سب چیزیں ذہن سے نکل جاتی ہیں تو انھیں بھاگنا پڑا اور چھوڑ گئے بچے بھی بیویاں بھی، عورتیں اور بہنیں بھی ہوں گی اُن میں، مائیں بھی ہوں گی اُن میں، اور مال بھی چھوڑ کر بھاگ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی دانائی :

اب رسول اللہ ﷺ کو یہ اندازہ تھا کہ اتنا بڑا صدمہ کوئی قوم برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ ضرور آئیں گے صلح کریں معافی مانگیں یا اسلام لے آئیں جو بھی صورت بنے، آنا پڑے گا انھیں۔ انتظار فرماتے رہے بیس دن سے کچھ کم دس سے زیادہ تقریباً سترہ اٹھارہ دن۔ اس کے بعد پھر آپ نے ایک مقام پر اموال تقسیم فرما دیئے۔

نبی علیہ السلام کی اپنے حصہ میں سے بخشش :

اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حصہ میں جو آیا تھا اُس میں سے بہت بہت آپ نے دیا ہے۔ بہت بہت دیا ہے۔ اقرع ابن حابس کو عیینۃ ابن حسن فزاری کو اور ابوسفیان ابن حرب کو اور دوسرے لوگوں کو جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے فتح مکہ کے موقع پر یا ایسے تھے کہ جو پکی طرح پہلے سے مسلمان ہو کر اسلام کے لیے قربانیاں نہیں دے چکے تھے جہاد نہیں کر چکے تھے۔

نامناسب بات پر آپ کی طرف سے باز پرسی :

ایسے لوگوں کو آپ نے جب مال دیا تو انصار میں سے کسی نوجوان نے ایسی بات کہی کہ یُعْطِی قریشاً وَیَدَعُنَا وَسُیُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ آپ قریش کو عنایت فرمارہے ہیں دے رہے ہیں ہمیں چھوڑ رہے ہیں اور ہماری تلواروں سے اُن کا خون ٹپک رہا ہے، یہ جملہ کہا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات جا کر کسی نے بتائی۔ جب آپ کو یہ بات بتائی گئی تو انصار کو جمع کیا ایک قبہ میں یعنی انصار کے جو چیدہ حضرات ہوں گے اُن کو۔ اُن کے ساتھ انصار کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا آپ نے فرمایا فقط انصار یک جا ہو جائیں، قبہ تھا چمڑے کا تو اس کا مطلب ہے کہ چیدہ چیدہ حضرات ہی جمع ہوئے ہوں گے جب جمع ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے فرمایا مَاحَدِیْثٌ بَلَغَنِی عَنْکُمْ یہ کیا خبر ہے جو مجھے پہنچی ہے تمہاری۔

انصار کی طرف سے اپنی صفائی :

وہ عرض کرنے لگے فقال فُقَهَائُهُمْ اَمَّا ذَوُا رَأیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہُ فلم یَقُولوا شیأً انھوں نے جواباً عرض کیا کہ جو ہم میں سمجھدار ہیں ذی رائے حضرات ہیں انھوں نے تو کسی نے یہ بات نہیں کی لم یقو لوا شیأً کچھ بھی نہیں کہا جو جناب نے کیا ٹھیک کیا۔ وَاَمَّا اُنَاساً مِنَّا حَدِیْثَةٌ اَسْنَانِهِمْ وہ لوگ ہم میں سے وہ کہ جو نوعمر تھے ان لوگوں نے کہا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یُعْطِی قُرِیشاً وَیَدَعُ الْانصارَ وسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے رسول اللہ ﷺ کو کہ وہ قریش کو دے رہے ہیں انصار کو چھوڑ رہے ہیں اور ہماری تلواریں ابھی تک قریش کے خون سے ٹپک رہی ہیں یعنی اُن سے خون ٹپک رہا ہے اُن کا۔

صحابۂ کرام جھوٹ کسی حال میں بھی نہیں بولتے تھے :

تو آگے آتا ہے دوسری جگہوں پر کہ کَانُوْا لَا یَکْذِبُوْنَ صحابہ کرام انہی انصار وغیرہ کے بارے میں آتا ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے جو بات پوچھی گئی جو ہوئی ہے وہ صحیح بتا دی صاف صاف۔

سچ بولنے پر خوشی اور بخشش کی حکمت :

رسول اللہ ﷺ ان کی معذرت پر خوش ہوئے ان سے گفتگو کر کے خوش ہوئے اور پھر آپ نے وجہ بتائی فرمایا کہ میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں اُعْطِی رِجَالاً حَدِیْثِی عَهْدٍ بِکُفْرٍ جن کا زمانہ کفر سے نزدیکی ہو۔ اَتَأَلَّفُهُمْ مطلب میرا یہ ہوتا ہے کہ ان کا دل اپنی طرف اسلام کی طرف مائل رہے یعنی ایک طرح سے اُن کے دل کو مائل کر کے تالیفِ قلب

کر کے اسلام پر جمانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کرتا ہوں میں اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ یَّذْھَبَ النّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ برسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تم اس بات پر خوش نہیں ہو یہ اہل مکہ یہ جواب مسلمان ہوئے ہیں آس پاس کے بھی لے لیں چاہے قرب وجوار کے بھی لے لیں جن کو میں نے مال دیا ہے یہ لوگ مال لے جائیں اور تم مجھے لے جاؤ اپنے ساتھ ترجعون الی رحالکم برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالُوا بَلٰی یارسولَ اللّٰہِ قَدْ رَضِیْنَا [1] ہم اس پر خوش ہیں، یہ جملہ ہے ذرا سا مگر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ لوگ نہایت خوش ہوئے۔

نبی علیہ السلام کی نظر میں انصار کی محبوبیت :

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ کسی طرف چلیں اور انصار کسی طرف چلیں تو میں اُس راہ پر چلوں گا اُس وادی میں چلوں گا جس میں انصار چلے ہوں لَوْسَلَکَ النَّاسُ وَادِیاً وَسَلَکَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیاً اَوْشِعْباً لَسَلَکْتُ وَادِی الانْصارِ وَشِعْبِھَا فرمایا "اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ" یہ انصار میرے لیے ایسے ہیں جیسے کھال سے ملا ہو کپڑا جو ہوتا ہے وہ ہو اندر والا "وَالنَّاسُ دِثَارٌ" [2] دوسرے لوگ ایسے ہیں جیسے وہ کپڑا جو اُوپر سے پہنا جاتا ہے بنیان کے اُوپر یا کُرتے کے اُوپر اوڑھا جائے چادر اوڑھی جائے کمبل اوڑھا جائے۔ تو آقائے نامدار ﷺ نے ان کی بہت تعریف فرمائی بہت پسند فرمایا اور انھوں نے واقعی بہت خدمات کیں تھیں اسلام کی اور اسی میں اور کلمات بھی آتے ہیں بڑے موثر اور بڑے عجیب کلمات جو اس وقت ارشاد فرمائے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو یہ کہہ سکتے تھے کہ جب تم ہمارے پاس آئے تو تمہارے پاس کچھ نہیں تھا ہم نے آپ کو ٹھکانا دیا ہم نے آپ کو مال دیا مگر اس کا جواب انصار دیتے رہے کہ اللّٰہُ وَرسولُہٗ اَمَنُّ اللہ اور رسول کا ہی احسان ہے۔ ہمارا کوئی احسان نہیں ہے تو اس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے۔ بہر حال اس وقت ایک عجیب چیز پیدا ہورہی تھی شقاق کی تفریق کی ذہنوں میں اُس کی بالکل جڑ ہی کٹ گئی ہمیشہ کے لیے تو آقائے نامدار ﷺ کو خطابت کے اعتبار سے دیکھا جائے سمجھانے کے اعتبار سے دیکھا جائے بلاغت کے لحاظ سے دیکھا جائے یعنی کلام ہو موقع کے مناسب گفتگو ہو موثر ہو تو اُس میں جناب رسول اللہ ﷺ کا مقام سب سے بلند بنتا ہے اور ان حضرات کی نیتیں بہت اچھی تھیں اور یہ قابلِ تعریف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا ساتھ آخرت میں نصیب فرمائے آمین۔ اختتامی دُعا..............................

❀ ❀ ❀

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۶ ج ۲ [2] ایضاً